امت واحدہ بننے کے ساتھ ہی نظام واحد بنے گا۔
تمام دنیا میں ایک ہی طرح کا مالی نظام قائم ہوگا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹ رجنوری ۱۹۹۳ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات کریمہ تلاوت کیں:۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ
وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ
قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ
قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ
اَجَلُهَا ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ (المنافقون: ۱۰ تا ۱۲)

پھر فرمایا:۔

یہ آیات کریمہ جن کی میں نے تلاوت کی ہے ان کا ترجمہ یہ ہے کہ اے ایمان لانے والو! تمہیں تمہارے اموال اور تمہاری اولادیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں اور جو بھی ایسا کرے گا یہی وہ لوگ ہیں جو گھاٹا پانے والے ہوں گے اور خدا کی راہ میں خرچ کرو اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے اور پھر وہ یہ کہے کہ اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی سی مدت اور مہلت کیوں نہ دے دی تا کہ میں بھی تصدیق کرتا اور نیک اعمال کرنے والوں میں سے ہوتا۔ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا جب خدا کی تقدیر کا فیصلہ آجاتا ہے تو پھر خدا اس کو تبدیل نہیں کیا کرتا وہ اجل جو کسی

کی موت کے لئے مقرر فرمادی گئی ہے جب وہ آتی ہے تو پھر اس میں کوئی تاخیر نہیں ہوا کرتی۔ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اللہ تعالیٰ ان باتوں سے خوب اچھی طرح واقف ہے جو تم کرتے ہو۔

گزشتہ خطبہ میں جو آیت کریمہ میں نے آپ کے سامنے رکھی تھی اس کا مضمون ان لوگوں سے تعلق رکھتا تھا جو خدا کی یاد پر دنیا کے اموال اور دنیا کی نعمتوں کو آگے بڑھانے میں زیادہ مصروف عمل رہتے ہیں اور خدا کی یاد پر دنیا کو ترجیح دیتے ہیں اور خدا سے غافل ہو جاتے ہیں۔ ان کا کیا انجام ہے اس کا پہلے ذکر گزر چکا ہے۔

ان کو دنیا کی دوڑ خدا کی طرف جانے سے غافل کر دیتی ہے فرمایا کہ اے ایمان لانے والو تم ایسے نہ بننا کیونکہ اگر تم بھی خدا کی راہ میں آگے بڑھنے سے اس لئے غافل رہ گئے کہ تمہاری اولاد اور تمہارے اموال کے تقاضے تمہیں دوسری طرف بلاتے ہیں تو لازماً تم بھی گھاٹا پانے والوں میں سے ہو گے۔

یہ وہ مضمون ہے جس کو قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر مختلف رنگ میں بیان فرمایا گیا ہے یہاں اس کے معاً بعد اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ دیکھو ایک ایسا وقت آنے والا ہے جب تم میں سے ہر ایک پر موت آئے گی اور وہ وقت ایسا ہے جو ٹالا نہیں جا سکتا اس وقت کے بعد اس دنیا کا حساب اس دنیا میں منتقل ہونے کا وقت آجاتا ہے جو خرچ تم پہلے نہیں کر سکے پھر اس کے خرچ کرنے کا کوئی سوال باقی نہیں رہتا اس لئے یہ نہ ہو کہ تم پر ایسی حالت میں موت آئے کہ تم اللہ تعالیٰ سے تقاضا کرو کہ اے خدا کیوں نہ تم نے ہمیں کچھ مدت کے لئے اور مہلت دے دی اگر تو مہلت دیتا تو ہم بھی اچھے کام کرتے ہم بھی نیکیوں میں آگے بڑھتے۔ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے دو طرح دیا اول یہ کہ جب خدا کی طرف سے آخری وقت مقررہ آجائے اس میں کوئی تبدیلی نہیں، کوئی اس وقت کو ٹال نہیں سکتا نہ خدا تعالیٰ اس کو آگے بڑھائے گا دوسرا جواب یہ ہے وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ جہاں تک تمہارا یہ کہنا ہے کہ مہلت مل جاتی تو ہم اچھے کام کرتے تو یہ جھوٹ ہے اگر ایسی بات ہوتی تو خدا ضرور مہلت دیتا۔

وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اللہ تمہارے اعمال سے کتنا گہرا باخبر ہے کہ ان اعمال پر نظر رکھتے ہوئے یہ فیصلہ فرمایا گیا ہے اس لئے یہ وہم کہ ہمیں اور مہلت ملتی تو اور نیکیاں ہم اختیار

کرتے یہ جھوٹ ہے اس لئے آگے مہلت نہیں دی جارہی کہ اللہ کا احسان ہے کیونکہ ایسے لوگ جو بدیوں پر مستقل ہو چکے ہوں وہ مہلت ملنے پر بدیوں میں بڑھا کرتے ہیں۔ پس یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی سختی نہیں بلکہ ایک نرمی اور احسان کا سلوک ہے کہ جتنی بدیاں کر لی گئیں انہی پر آخر پر اکتفا کرنے کا موقع عطا فرما دیا ورنہ انسان کو مزید زندگی ملتی تو ان بدیوں پر اکتفا نہ کرتا بلکہ اور آگے بڑھتا چلا جاتا۔

یہ وہ مضمون ہے جسے جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پیش نظر رکھے ہوئے ہے اور دنیا میں ایسی کوئی جماعت نہیں جو خدا تعالیٰ کی خاطر اپنی اس دنیا کی زندگی میں آخرت کی زندگی کے لئے اموال آگے بھیج رہی ہے یعنی وہ مال جو یہاں خرچ کرتی ہے وہ دراصل آخرت میں منتقل ہو رہے ہیں۔ یہ ایک روحانی Banking سسٹم ہے اور اسی ذریعہ سے اموال دوسری طرف منتقل ہو سکتے ہیں اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

اموال منتقل کرنے سے متعلق اس سے پہلے بھی قوموں نے غور کئے ہیں اور کچھ حل تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔ فراعین مصر کے علاوہ اور بھی ایسے رواج دنیا میں پائے جاتے تھے کہ مرنے والوں کے ساتھ ان کے مال و دولت بلکہ بعض دفعہ زندہ غلاموں کو مار کر ساتھ دفن کر دیا جاتا تھا کہ یہ اگلے جہان میں منتقل ہو جائیں اور جانے والا خالی ہاتھ نہ جائے۔ کیسی جاہلانہ اور ناکام کوششیں تھیں کیونکہ خدا تعالیٰ کے نظام میں بھی ایک Tariff لگا ہوا ہے، ایک Tariff Post ہے جس طرح امیگریشن کی پوسٹ ہوتی ہے اور کسٹم کی پوسٹ ہوتی ہے اسی طرح خدا تعالیٰ نے موت کو ایک ایسی پوسٹ بنا دیا ہے جس سے آگے نہ کوئی بغیر اجازت جا سکتا ہے نہ بغیر منظوری کے کوئی مال وہاں سے گزر سکتا ہے لیکن مال کے انتقال کے لئے ایک بینکنگ سسٹم ہے وہ اللہ تعالیٰ کو قرضہ حسنہ دینے کا نظام ہے اور قرضہ حسنہ جو خدا تعالیٰ نے فرمایا اس کے دو معانی ہیں۔

اول یہ کہ دنیا میں بھی خدا کی راہ میں خرچ کرنے والوں کو ضرور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا جاتا ہے اور خدا کے نام پر کچھ دینے والا اس دنیا میں بھی خالی ہاتھ بغیر ادائیگی کے نہیں رہا کرتا بلکہ عام محاورہ میں جو کہا جاتا ہے کہ دس دنیا اور ستر آخرت تو کچھ ویسی ہی بلکہ اس سے بڑھ کر کیفیت ہوتی ہے بہت سے مالی قربانی کرنے والے جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کچھ دیا تو خدا نے اس سے

بہت بڑھا کر اسی دنیا میں واپس کر دیا لیکن جو حساب ہے اُسے بھی قائم رکھا اور آخرت پر اس حساب کو ٹال رکھا ہے فرمایا کہ یہاں جو ہم تمہیں دیتے ہیں یہ تو صرف نیکی کا ایک مزہ چکھانے کی خاطر ہے جو قرض واپس ہوگا وہ آخرت میں ہوگا اس لئے قرآن کریم میں جگہ جگہ یہ مضمون ملتا ہے کہ وہ لوگ جو اس دنیا میں کوئی نیکی نہ کما سکے بلکہ بدیوں کے انبار سر پر لادے ہوئے اس دنیا سے چلے گئے ان کو خدا تعالیٰ یہ فرمائے گا کہ اب خرچ کا کوئی وقت نہیں اب اگر تم سونے کے پہاڑ بھی لے آؤ، دولت کی زمین جیسی بھری ہوئی وادیاں اور اس سے بھی بڑھ کر جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے سب کچھ خرچ کرنے کا ادّعا بھی کرو تو تب بھی وہ قبول نہیں ہوگا۔ ظاہر ہے کہ ان کے پاس تو وہاں کچھ بھی نہیں ہوگا ان کے پاس ایک کوڑی بھی نہیں ہوگی کیونکہ جو آگے بھیجنے والے ہیں وہ بھی اور جو نہ بھیجنے والے ہیں وہ بھی مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (الفاتحہ:۴) کے سامنے بالکل خالی ہاتھ ہوں گے کیونکہ ابھی حساب کرنے کا وقت ہے حساب چکانے کا وقت نہیں حساب کے دوران ان کو یہ خبر دی جائے گی کہ تمہارا حساب تو کچھ بن سکتا ہی نہیں کیونکہ جس نے دنیا میں جمع نہیں کرایا وہ آخرت میں جمع نہیں کرواسکتا اور دنیا میں واپس جانے کا وقت کوئی نہیں اس لئے یہ محاورۃً فرمایا گیا ہے کہ سونے کے پہاڑ ہوں یا زمین و آسمان کے برابر دولتیں ہوں جو کچھ تم خرچ کر دو گے تب بھی اس وقت تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔ جس کا ایک معنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان کی اولادیں اگر ان کے بعد کچھ خرچ کریں تب بھی ان کی جزا ان کو نہیں پہنچے گی چنانچہ میں نے اس مضمون پر غور کر کے دیکھا ہے بہت سے مولوی بعض سادہ لوح مسلمانوں کو اس دھوکہ میں مبتلا رکھتے ہیں کہ جو نیکیاں ان کے والدین نہیں کر سکے ان کے مرنے کے بعد وہ نیکیاں کریں تو ان کا ثواب ان کو پہنچے گا قرآن کریم اس مضمون کو کلیۃً رد کرتا ہے اور جھٹلاتا ہے وہ نیکیاں جو انسان زندگی میں کرتا رہا ہو۔ وہ وعدے جو نیکیوں کے وعدے تھے اور خلوص نیت سے کئے گئے مگر وہ پورے نہ کر سکا ہو ان کے متعلق تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سند ملتی ہے کہ ایسے شخص کی وہ نیکیاں جو زندگی میں کیا کرتا تھا یا کرنا چاہتا تھا اگر وہ اولاد کرے تو اس کی جزا اس کو مل جائے گی لیکن بد کے لئے ایک بے نماز کے لئے چاہے کروڑ نمازیں پڑھی جائیں وہ نمازیں اس کو نہیں پہنچ سکتیں جو تلاوت کا خود مزہ نہیں لیتا تھا جس کو ذکر اللہ میں مزہ نہیں آتا تھا بلکہ طبیعت گھبراتی تھی اس کے لئے قرآن خوانیاں خواہ ساری دنیا میں کرائی جائیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

چالیس دن چھوڑ، چالیس سال، چالیس لاکھ سال تک بھی کوئی اس کی خاطر قرآن پڑھتا رہے جس نے خود قرآن نہیں پڑھا جس کو خود قرآن سے پیار نہیں ہوا اس کے لئے پڑھے جانے والے قرآن کی کوئی بھی حیثیت نہیں۔ یہ وہ نظام ہے جس کو خدا تعالیٰ نے عالمی روحانی بینک کا یا بین العالم روحانی بنک کا رکھا ہوا ہے اور اس مضمون کو خدا تعالیٰ مختلف رنگ میں ہمارے سامنے پھیر پھیر کر بیان فرماتا ہے اس آیت میں جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے اس میں فرمایا کہ موت سے پہلے جو کچھ خرچ کرنا ہے اور یاد رکھو کہ موت کا وقت آئے گا تو ٹل نہیں سکے گا اور اس کے بعد تمہارا یہ کہنا بیکار ثابت ہوگا کہ کاش اے خدا تو ہمیں مہلت دیتا تو ہم کچھ کر لیتے اور اس حساب کو آج اس دنیا میں منتقل ہوا دیکھ لیتے۔ یہ مضمون ہے جو معنی کے لحاظ سے اس میں شامل ہے۔

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدا کے ان خوش نصیب بندوں میں ہے جن کو اللہ تعالیٰ اس دنیا میں خرچ کی توفیق بخشتا ہے اور محض اللہ کی خاطر خرچ کرنے کی توفیق بخشتا ہے اور جو خرچ کرنے والے ہیں وہ خود اس حال میں اس دنیا سے گزرتے ہیں کہ ان کے خرچ کی تمنائیں باقی رہ جاتیں ہیں اور موت اس سے پہلے ان کو آن لیتی ہے ایسے لوگوں کے لئے جب یہ تحریک کی جاتی ہے کہ ان کی اولادیں ان کے نام پر خرچ کریں تو یہ کوئی نئی جاری کرنے والی رسم نہیں بلکہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مصدقہ ایک نیک رسم ہے اور اس کے متعلق ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ نیکی کرنے والوں کی نیکیوں کو بعد میں جاری رکھنا اولاد کے حق میں بھی اچھا ہے اور ان کے حق میں بھی جو گزر چکے ہیں۔

اب میں مالی تحریکات سے متعلق کچھ تفصیلات آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جو مستقل مالی تحریکات ہیں ان کا ذکر تو سال بہ سال وقت مقررہ پر ہوتا رہتا ہے لیکن کچھ متفرق تحریکات ہیں جو کچھ عرصہ چلتی ہیں اور پھر مکمل ہو کر ماضی کا قصہ بن جاتی ہیں اور پھر ان کی جگہ نئی تحریکات لے لیتی ہیں جماعت احمدیہ کا یہ مالی نظام مضبوط ڈوریوں سے بٹے جانے والے ایک رسّے کی سی شکل اختیار کر چکا ہے ایک تحریک ختم ہونے سے پہلے دوسری شروع ہو چکی ہوتی ہے اس کے ختم ہونے سے پہلے ایک اور شروع ہو چکی ہوتی ہے جس طرح مختلف ڈوریوں سے رسہ بٹا جاتا ہے تو ہر ڈوری کا سرا کسی نہ کسی جگہ پیچھے رہ جاتا ہے لیکن رسہ اسی طرح مضبوطی سے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے اور ان

معنوں میں جماعت احمدیہ کا رسّہ خدا کی طرف لے جانے والا رسّہ ہے خدا کی خاطر مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔

مختصر وقت کی وہ تحریکات جو چند سالوں پر محیط ہوتی ہیں ان کا ذکر کچھ عرصہ سے نہیں کیا گیا اور اسی کے نتیجہ میں جماعت کسی حد تک ان سے غافل بھی ہوئی کلیۃً تو نہیں جیسا کہ میں حساب آپ کے سامنے رکھوں گا لیکن جن تحریکات کا بار بار ذکر نہ کیا جائے، یاد نہ دلائی جائیں ان سے عموماً غفلت ہونی شروع ہو جاتی ہے اور یہ غفلت زیادہ تر عہدیداروں سے ہوتی ہے۔ میرا یہ بڑا وسیع تجربہ ہے کہ جماعت کے پاس جب بھی تحریک پہنچے جماعت ضرور بڑی مومنانہ شان کے ساتھ اس پر لبیک کہتی ہے اور کبھی بھی جماعت نے بحیثیت جماعت مایوس نہیں کیا پیغام پہنچانے والے سو جایا کرتے ہیں ان کو تھک کر نیند آ جاتی ہے اس پہلو سے اللہ تعالیٰ نے جو یہ نیا نظام ہمیں عطا فرمایا ہے یہ انشاء اللہ بہت ہی برکتوں والے نتیجے پیدا کرے گا کیونکہ آواز در آواز بات پہنچنا اور بات ہے۔

وسیلوں کے ذریعہ پیغام ملنا اور بات ہے اور جس نے تحریک کی ہو براہ راست اس کی زبان میں اس کے جذبات کے ساتھ اس کا منہ دیکھتے ہوئے بات سنتے ہوئے جو دل کی کیفیت ہے وہ اور ہی کیفیت ہوا کرتی ہے ناممکن ہے کہ سلسلہ در سلسلہ پیغام اسی قوت کے ساتھ لوگوں تک پہنچ سکے اور اسی گہرائی کے ساتھ دلوں پر اتر سکے جس طرح وہ شخص جو پیغام دینے والا ہے وہ خود پیغام دے اور اپنی زبان سے بات سنائے اور اس کے چہرے کے آثار بھی دکھائی دے رہے ہوں اور ایک ذاتی زندہ رابطہ اس سے قائم ہوا ہو۔ اللہ کا فضل ہے کہ اب یہ رابطہ جو ہے یہ بڑھتا ہے اور بڑھ رہا ہے اور اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کی مالی تحریکات میں بھی ایک عظیم انقلاب برپا ہو گا کیونکہ ہمارے دیہات کی ایک بہت بڑی تعداد ایسی ہے خواہ وہ ہندو پاکستان میں ہوں یا غانا میں ہوں یا نائیجیریا میں یا کسی اور دوسرے ملک میں جہاں بات پہنچتے پہنچتے بہت مدہم پڑ جاتی ہے آواز کمزور ہو جاتی ہے اور بہت سے ایسے ہیں جہاں تک آواز پہنچتی ہی نہیں چنانچہ جب میں نے افریقہ میں پاکستان اور ہندوستان کی طرز پر مالی نظام جاری کرنے کا فیصلہ کیا تو شروع میں افریقہ کے یا جن ممالک میں یہ فیصلے ہو رہے تھے ان کے امراء نے اور عہدیداروں نے بڑی پریشانی کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے ہاں تو یہ چیز نہیں چل سکے گی، ہم تو سال میں ایک دفعہ تحریک کرتے ہیں یا دو دفعہ اور وہ بھی

جب بڑے اجتماعات ہوں تو وہاں جھولیاں پھیلا دی جاتی ہیں اور چادریں بچھا دی جاتی ہیں لوگ بڑھ بڑھ کر جوش وخروش سے ان چادروں پر دولتیں نچھاور کرتے ہیں۔ یہی طریقہ ہے جو جاری رہ سکتا ہے اور ہمارے مزاج کے مطابق ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کا ایک افریقن مزاج ہے اور دینی مزاج ہے۔ افریقن مزاج پاکستانی مزاج سے مختلف ہوگا لیکن دینی مزاج مختلف نہیں ہو سکتے اور ہم جو چندے دیتے ہیں وہ دینی مزاج کے مطابق دیتے ہیں اور جو عالمی نظام جاری کرنا چاہتے ہیں وہ دینی مزاج کے مطابق کرنا چاہتے ہیں اگر قومی اور ملکی مزاج کو مدنظر رکھتے ہوئے نیکی کی تحریکات چلائی جائیں تو ساری دنیا کی جماعتیں پھر دوبارہ بٹ کر اسی طرح الگ الگ ہو جائیں جس طرح مذاہب میں پہلے تفرقے پڑتے چلے گئے ہیں اور فرقے وجود میں آتے رہے ایک جگہ کے احمدی کی روحانی شکل اور بن جائے گی اور دوسری جگہ کے احمدی کی روحانی شکل اور بن جائے گی اس لئے ان کے سب خوف وہراس کے باوجود میں متاثر نہیں ہوا بلکہ ایک ملک میں تو میں نے مجبور کر کے حکماً یہ نظام اس عہد کے ساتھ جاری کروایا کہ تمہاری جتنی کمی ہوگی وہ میں پوری کروں گا لیکن ساری دنیا کے احمدی کی ایک ہی شکل بننی چاہئے ایک ہی صورت ظاہر ہونی چاہئے خدا کے بندے خدا کے حضور ایک قوم کی صورت میں ابھریں جو محمد رسول اللہ ﷺ کی قوم ہو، ایک ملت کی شکل میں آئیں جو اسلام کی ملت ہو اور روحانی مزاج کے لحاظ سے اور روحانی آداب کے لحاظ سے روحانی اداؤں کے اعتبار سے ان میں کوئی فرق دکھائی نہ دے یہی مقصد میرے پیش نظر تھا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور جہاں جہاں یہ تجربے ہوئے پہلے سال میں ہی خدا کے فضل سے ان کی توقعات سے بہت بڑھ کر آمدنیں شروع ہوئیں اور اب دوسرے دور میں میں نے یہ توجہ دلانی شروع کی کہ فرداً فرداً ہر گاؤں کی الگ الگ فہرستیں تیار ہوں اور ہر قسم کے چندوں کے نام لکھ کر ان کے آگے چندہ دہندہ کا چندہ لکھا جائے اور یہ نظام ہندوستان، پاکستان میں جس طرح رفتہ رفتہ عروج پذیر ہوا ہے، رفتہ رفتہ ترقی پذیر ہوا ہے اس کے مطابق ساری دنیا کے احمدی اسی ایک رنگ میں رنگین ہو کر مالی قربانی کریں تو اس کے بھی خدا کے فضل سے اچھے نتائج نکلنے شروع ہوئے ہیں۔ افریقہ سے ابھی پچھلے چند دنوں کی رپورٹوں میں اطلاع ملی ہے کہ جب ہم نے گاؤں گاؤں میں فہرستیں بنا کر رجسٹر تیار کروا کر چندے لینے کی مہم چلائی تو دیکھتے دیکھتے چندہ کہیں سے کہیں پہنچ گیا تو **اللہ تعالیٰ** کے

فضل کے ساتھ امت واحدہ کے بننے کے ساتھ ایک نظام واحد بنے گا اور کل عالم کے غلامان محمد مصطفی ﷺ اپنی صورت اور سیرت کے لحاظ سے وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ کی شکل اختیار کرتے چلے جائیں گے اس میں نہ عربی کا فرق ہے نہ عجمی کا فرق ہے نہ کالے کا نہ گورے کا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ (الفتح:۳۰) ایک ہی قوم اور قوم کے ایک ہی مالک محمد رسول اللہ ﷺ بیان کئے گئے ہیں اور ان کے ساتھ چلنے والے یعنی وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ تو یہ میری تمنا ہے کہ ساری دنیا کے احمدی مَعَهٗٓ میں شمار ہونے شروع ہو جائیں۔

اس لئے یہ سارے نظام سب جگہ یکساں جاری کرنے ہوں گے خدام الاحمدیہ میں بھی یہی شکل اختیار کی گئی۔ انصار اللہ میں بھی اور اسی طرح لجنہ میں بھی پھر خدا کے فضل سے تینوں ذیلی تنظیموں کے علاوہ سب سے اہم مرکزی شوریٰ کا نظام بھی تمام ملکوں میں نافذ کیا گیا اور جب بھی امارتوں کو اس پرانی رٹ سے آزاد کیا گیا جس پر پہلے کام چل رہے تھے تو بعض دفعہ خطرات کا یہ اظہار ہوا کہ اس طرح خودسری کی عادت پیدا ہوگی۔ بعض دفعہ خدام جماعت کے کاموں میں دخل دیں گے اور الگ ایک نئی ڈگر اختیار کرلیں گے کہیں انصار دوسرا رستہ اختیار کریں گے بہت انتظامی الجھنیں پیدا ہوں گی ان سے میں نے کہا کہ مجھے علم ہے کہ جب نئے تجربے ہوتے ہیں تو امارت کا نظام نافذ کرنے کے لئے بھی دقتیں ہوں گی۔ شروع میں حضرت مصلح موعودؓ نے جب یہ نظام جاری کئے تھے تو اس وقت بھی تو دقتیں تھیں اور ان دقتوں سے گزر کر ہماری اصلاح ہوئی ہے بعض اصلاحات محض نصیحت سے نہیں ہوا کرتیں تجارب سے گزر کر اور رگڑیں لگ لگ کر (یہ پنجابی کا لفظ رگڑا میں نہیں استعمال کر رہا وہ اس سے بھی زیادہ سخت ہے مگر جب رگڑ لگتی ہے تو) ایک چیز صاف ستھری ہوتی چلی جاتی ہے وہ پتھر جو پہاڑ کی چوٹیوں سے دریاؤں کے ساتھ ساتھ بہتے ہوئے نیچے آتے ہیں ان میں سے بعض شروع میں بڑے کرخت ہوتے ہیں ان کے کنارے بڑے سخت چبھنے والے بے ڈھنگے اور بے ڈھب ہوتے ہیں لیکن سو میل ہزار میل دو ہزار میل جب وہ ایک دوسرے سے رگڑتے ہیں، ٹکراتے ہیں اور مختلف قسم کی چکیوں میں پیسے جاتے ہیں تو آخر پر آپ جا کر دیکھیں کہ اتنے خوبصورت اور ملائم پتھر بن جاتے ہیں کہ بڑے بھی ان سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور چھوٹے بھی۔

ایک دفعہ اسی طرح میں نے دریا کے کنارے پر ایک بچے کو دیکھا اس نے ایک چھوٹا سا پتھر

اُٹھایا ہوا تھا اور اُس کے حسن میں مست تھا اپنے کلے کو ملتا چلا جا رہا تھا اور کہہ رہا تھا مائم پتھر، مائم پتھر یعنی اتنا چھوٹا تھا کہ ملائم پتھر کو ملائم پتھر نہیں کہہ سکتا تھا لیکن یہ کہہ رہا تھا کہ مائم پتھر، مائم پتھر اور اس کو پتا نہیں کہ ''مائم پتھر'' خدا تعالیٰ نے کس طرح بنایا ہے کتنا لمبا عرصہ اس بیچارے نے آزمائشوں میں سے گزرتے ہوئے تکلیفیں سہی ہیں اور کتنی ٹھوکریں کھا کر وہ پتھر ایک ''مائم پتھر'' بنا تو جماعت احمدیہ بھی اسی طرح ''مائم پتھر'' بن رہی ہے۔ لمبے تجارب میں سے گزرتی ہے، ٹھوکریں کھاتی ہے، جگہ جگہ انا کے جذبات اُٹھتے ہیں جگہ جگہ اباء پیدا ہوتا ہے بغاوت اور سرکشی کے رجحان شیطان پھر اُٹھاتا ہے اور پھر ان پر نظر رکھنی پڑتی ہے ان کو سمجھا بجھا کر کبھی ڈانٹ ڈپٹ کر کہیں نرمی سے کہیں سختی سے حالات کو درست کرنا پڑتا ہے لیکن خوش کن بات یہ ہے کہ ہر جگہ جماعت کا ردعمل بالآخر بہت ہی پیارا ہے ہر سختی کو برداشت کر جاتی ہے لیکن نظام جماعت سے منہ نہیں موڑتی خلافت سے جو گہرا تعلق ہے وہ ایک ایسا تعلق ہے جس کی دنیا میں کوئی مثال نہیں اور اسی تعلق کے برتے پر انسان بعض دفعہ اس یقین پر سختی کرتا ہے کہ یہ سختی دور پھینکنے کا موجب نہیں بنے گی بلکہ بالآخر قریب لانے کا موجب بنے گی۔ تو وہ لوگ جو مجھے ڈراتے رہے ان سے میں نے کہا کہ میری تو یہ خواہش ہے کہ میری زندگی میں جو کچھ ہونا ہے وہ ہو جائے اور اس صدی میں جماعت سارے عالم میں اس طرح رواں ہو جائے کہ جو بھی کمزوریاں ظاہر ہونی ہیں باہر نکل آئیں۔ **جہاں جہاں باغیانہ رجحان پیدا ہوتے ہیں یا ڈیموکریسی کے تصور پر نئی نئی تحریکات چلتی ہیں سب چل جائیں اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے گا کہ میں یہ سارے معاملے انشاء اللہ دعائیں کرتے ہوئے اور سمجھاتے ہوئے ہموار کر دوں گا اور میں نہیں سمجھتا کہ اللہ تعالیٰ اس طرح توفیق دیتا چلا گیا تو اس معاملہ میں اگلے خلیفہ کے ورثہ میں کوئی مسائل باقی رہ جائیں۔ ایک مستقل جدو جہد تو اپنی جگہ ہے ہی وہ لوگ جن کی فطرتیں خدا کے حضور ہموار ہو جاتی ہیں ان کے اندر بھی دبے ہوئے شیطان رہتے ہی ہیں۔** لیکن میں نظام عالم کی بات کر رہا ہوں جہاں تک میں نے اندازہ لگایا ہے اور میرا تجربہ ہے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جہاں جہاں عالمی نظام قائم کرنے کی کوشش کی گئی ہے شروع میں اجنبیت کی وجہ سے کچھ تردّد بھی پیدا ہوئے، کچھ باغیانہ رجحان بھی ابھرے لیکن بالآخر خدا کے فضل سے سب بگڑے تگڑے درست اور صاف ہو گئے اور ایک نئے ولولے اور نئی شان اور نئی جان کے ساتھ اطاعت کی پوری روح کے ساتھ نظام جماعت کو

سہارا دیتے ہوئے آگے بڑھنے لگے اور نظام جماعت سے سہارا لیتے ہوئے آگے بڑھنے لگے پس یہ وہ تصور ہے جو جماعت احمدیہ کے نقوش کو زیادہ حسین بنائے گا ان کی دبی ہوئی پاکیزہ صلاحیتوں کو ابھارے گا ان کے اندر غلط تصورات یا امنگوں کو دبائے گا۔ کچھ چیزیں ایسی ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں بیان ہوا ہے وہ اس قابل ہیں کہ دَسّٰهَا (الشمس:۱۱) والا سلوک کیا جائے اور کچھ ایسے ہیں جن کے ساتھ زَكّٰهَا (الشمس:۱۰) والا سلوک کیا جائے۔

دَسّٰهَا (الشمس:۱۱) والا سلوک بدعادتوں اور بدخصلتوں کے ساتھ ہونا چاہئے اور زَكّٰهَا (الشمس:۱۰) کا مطلب ہے کہ جتنی پاکیزہ صفات خدا تعالیٰ نے انسان کو بخشی ہیں۔ ذہنی ہوں یا قلبی ہوں جیسی جیسی بھی حسین صلاحیتیں انسان کو عطا فرمائی گئی ہیں مومن ان کو ابھارتا چلا جاتا ہے ان کے نقش زیادہ نمایاں کھل کر، نتھر کر سامنے آتے ہیں۔

پس عالمی مالی نظام میں بھی یہی کچھ ہو رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ٹیلی ویژن کے ذریعہ دنیا سے جو یہ رابطے ہو رہے ہیں اس کے نتیجہ میں یہ نظام ایک نئے دور میں داخل ہو گیا ہے کیونکہ پہلے کبھی جماعت کو اس وسیع پیمانے پر براہ راست وقت کے خلیفہ کی آواز میں اس کی صورت دیکھتے ہوئے نصیحتیں سننے کا موقع نہیں ملا کرتا تھا۔ ربوہ سے تقریباً سو دوسو میل کے فاصلہ پر ایسے لوگ بھی تھے جو بوڑھے ہو گئے لیکن کبھی کسی خلیفہ کو دیکھا ہی نہیں تھا اور ہزار ہا کی تعداد میں اور بڑی کثرت کے ساتھ ایسی ایسی جماعتیں ہیں کہ جہاں عملاً ناممکن تھا کہ کبھی کوئی خلیفہ جا سکے کیونکہ اگر وہ تیز رفتاری کے ساتھ جیٹ رفتار کے حساب سے بھی گھومے تو جماعتیں اس تیزی کے ساتھ پھیل رہی ہیں کہ ناممکن ہے کہ ایک شخص اپنی زندگی میں تمام جماعتوں میں پہنچ کر کچھ ٹھہر کر ہر شخص سے متعارف ہو سکے لیکن اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ گھر گھر میں زیارتوں کے انتظام ہو رہے ہیں اور جماعتوں میں بڑھتی ہوئی تعداد میں خدا کے فضل سے براہ راست باتیں سننے اور صورت دیکھنے کے مواقع میسر آرہے ہیں۔

اس پر بڑے بڑے دلچسپ تبصرے بھی ملتے ہیں آج کل تو کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جس میں لوگوں کی طرف سے بڑے دلچسپ تبصرے نہ ملتے ہوں اور شعر و شاعری بھی شروع ہوئی ہے اور شعر و شاعری میں ایک مشکل یہ ہے کہ مجھ سے توقع کی جاتی ہے کہ میں ان کے شعروں پر داد بھی دوں اور میری مشکل ہے کہ میں جھوٹ نہیں بول سکتا۔ اب کروں کیا محبت کا تقاضا ہے کہ داد دوں سچائی کا

تقاضا ہے کہ خاموشی اختیار کروں اور جہاں خاموشی اختیار کی گئی وہاں سے یاد دہانی کے تقاضے آنے شروع ہو گئے۔ بار بار یاد دہانیاں آئیں کہ آپ نے ابھی تک اس کا جواب نہیں دیا جو ہم نے نظم بھیجی تھی اس کی تو بات ہی نہیں کی خط میں خالی دعائیں بھیج دیں مگر میں نے جو کلام بھیجا تھا اس کا ذکر ہوتا پھر لکھنا پڑتا ہے کہ آپ کی باتوں میں جذبات بہت پیارے ہیں خیالات بھی شاعرانہ ہیں لیکن جس مصیبت میں آپ مبتلا ہو گئے ہیں اس سے نکلیں آپ کے بس کی بات نہیں ہے۔ تو میں کوشش کرتا ہوں کہ جس حد تک ہو حوصلہ شکنی کے بغیر دل توڑے بغیر نرم سے نرم الفاظ میں سچائی کا اظہار کروں۔

لیکن ساتھ بہت اچھے اچھے کلام بھی ملتے ہیں بعض دوسرے شعراء کے بعض شعروں کا سہارا لے کر لوگ باتیں یاد کرواتے ہیں مثلاً ابھی غالباً ربوہ سے ہی ایک خط آیا تھا اور اس میں ڈاکٹر فہمیدہ کا ایک پرانا شعر لکھا ہوا تھا کہ اب ٹیلی ویژن پر آپ سے ملاقاتیں کر کے جہاں بہت سی سیرابی بھی ہوئی وہاں یہ تمنا پہلے سے بڑھ گئی کہ آپ جلد واپس آئیں اور وہ شعر یہ تھا۔

؎ گھر پر تالا پڑا ہے مدت سے
اُسے کہہ دو کہ اپنے گھر آئے

اس شعر میں جو فصاحت و بلاغت ہے وہ اس کی سادگی میں ہے اور آخری مصرعہ میں جو حکم کا انداز پایا جاتا ہے جیسے کوئی بڑی بوڑھی ماں بچے کو کہتی ہے کہ چلو گھر واپس آؤ دیر ہو گئی ہے اب اس کو کہو کہ واپس آئے یہ جو انداز ہے یہ بڑوں، بوڑھوں والا ہے اور جذبات نوجوانوں والے ہیں اور اس کی آمیزش نے اس میں ایک خاص کیفیت پیدا کر دی جیسے مونا لیزا کے چہرے پر ایک کیفیت ہے جس کو کوئی بیان نہیں کر سکتا مگر جب یہ نظم چھپی تھی تو بڑی کثرت سے احمدیوں نے اس شعر کو اپناتے ہوئے اس شعر کی زبان میں اپنے جذبات کا اظہار کیا تھا تو بعض دفعہ سادگی بھی اعجاز بن جایا کرتی ہے ان کو تو میں نے لکھا یا اگر نہیں لکھا تو اب جواب بتا دیتا ہوں کہ اب تو دنیا میں کتنے گھر ہیں جنہوں نے تالے بھی نہیں توڑے بلکہ چوپٹ دروازے کر کے ہر جمعہ میرا انتظار کرتے ہیں اور ہر گھر میں آتا ہوں اب وہ زمانے تو گئے جب آپ کہا کرتے تھے کہ

؎ گھر میں تالا پڑا ہے مدت سے

اب تالہ ٹوٹنے کے وقت آئے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ آج کی دنیا میں اگلی دنیا کی تصویریں

ہمیں دکھائی جارہی ہیں آئندہ کیا ہوگا اس کی جھلکیاں ہمارے سامنے ابھر ابھر کر تصویری نقش بن بن کر آج کے زمانہ میں سامنے آ رہی ہیں اور اس لحاظ سے ہماری نسل خوش نصیب ہے کہ یہ دونسلوں کے سنگم پر ہے، دوادوار کے سنگم پر ہے، دونسلوں کے سنگم پر تو ہر نسل ہوتی ہے لیکن یہ نسل دو عظیم ادوار کے سنگم پر ہے۔ **میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ زمانہ میں خلافت کا جماعت سے تعلق اسی ٹیلی ویژن کے رابطے سے ہی زیادہ تر ہو سکے گا اور یہ رابطہ شروع میں دو طرفہ ہو جائے گا یعنی جہاں سے کوئی خلیفہ خطاب کر رہا ہوگا ساری دنیا کی جماعتوں کی مختلف جگہوں سے جھلکیاں بھی اس کے سامنے مختلف ٹیلی ویژنز پر دکھائی جا رہی ہوں گی اور وہ دیکھ رہا ہوگا کہ کہاں کیا ہو رہا ہے۔** باقی یہ مکس کرنے والے ماہرین جو ہیں بہت حد تک ان کے اختیار میں ہے کہ کس منظر کو زیادہ نمایاں کر کے دکھائیں لیکن یہ ممکن تو ہو ہی چکا ہے جب اس کی مالی توفیق ملے گی تو اس طرح شروع ہو جائے گا تو آئندہ کا ایک نقشہ تو یہ ہے کہ اس طرح ملاقاتیں ہوا کریں گی دوسرا یہ کہ ہر احمدی کے کانوں میں براہ راست خلیفہ وقت کی آواز پہنچے اور اس کی آنکھیں اس کو دیکھ رہی ہوں پھر دل میں یہ بھی طمانیت ہو کہ وہ بھی مجھے دیکھ سکتا ہے یہ ایک عجیب کیفیت ہے جو آئندہ دور سے تعلق رکھنے والی ہے ہم جوان دوادوار کے سنگم پر ہیں۔

ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہم نے وہ وقت بھی دیکھے ہیں جبکہ ہر شخص نہ صرف خلیفہ وقت سے ملاقات کرتا ہے بلکہ حق رکھتا ہے کہ جس کو توفیق ملتی ہے جب چاہے اپنے بچوں کو ساتھ لے کر آ کر بے تکلف ملاتا ہے اور بہت سے ایسے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں توفیق نہیں ہم کیا کر سکتے ہیں ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ نیا نظام جاری کر دیا ہے اور جماعت اس وقت گویا عملاً دوادوار میں بٹی ہوئی ہے۔ ایک حصہ وہ ہے جو ابھی تک پچھلے دور سے لطف اندوز ہو رہا ہے، ایک حصہ ہے جو مستقبل میں آنے والا حصہ ہے اور اس کے مستقبل کا ابھی سے آغاز ہو چکا ہے۔ اس پہلو سے بڑے پر لطف دن ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی بعض لوگ جو اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہیں بڑے دردناک طریق پر کرتے ہیں۔ خصوصاً بچوں کے جذبات عجیب عجیب قسم کے بے ساختہ جذبات ہیں جن سے دل پر گہرا اثر پڑتا ہے بعض دفعہ جذبات پر ضبط کرنا مشکل ہو جاتا ہے لیکن یہ بھی پُر لطف باتیں ہیں، بعض درد ہیں جن میں لطف ہوتا ہے ایک ماں نے لکھا، **میرا بچہ جب بڑے شوق اور پیار سے دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ اب یہ ٹیلی ویژن سے باہر کیوں نہیں آتے ان کو کہیں کہ اب باہر آ جائیں تو وہ دن بھی انشاء اللہ آئیں گے**

مختلف ملکوں میں ٹیلی ویژن سے باہر بھی جایا کریں گے لیکن سر دست خدا نے پیاس بجھانے کا یہ جو انتظام فرمایا ہے اللہ اس میں بہت برکت ڈالے۔

اب میں تحریکات سے متعلق بتاتا ہوں ایک تحریک ''**افریقہ انڈیا فنڈ**'' کی گئی تھی اس میں بعد میں روس کو بھی شامل کر لیا گیا ان تین علاقوں میں افریقہ کے علاقوں میں اور روس سے مراد USSR یعنی سابقہ USSR کی ریاستوں میں اور ہندوستان میں بہت سے اخراجات کی ضرورت تھی کیونکہ ہندوستان سے پارٹیشن کے بعد خلافت کا جو براہ راست تعلق منقطع ہوا اس کے نتیجہ میں بہت نقصان پہنچا ہے۔ جہاں پہلے ہی غائبانہ تعلق ہیں وہاں اور بات ہے جہاں ایک دفعہ تعلق پیدا ہو جائے اور پھر دوری پیدا ہو جائے وہاں خرابیاں پیدا ہوتی ہیں پاکستان میں بھی یہی حال ہوا کہ بہت خرابیاں پیدا ہونی شروع ہوئیں جن کو خدا تعالیٰ نے اب اپنے فضل کے ساتھ دور کرنے کے سامان مہیا فرما دیئے ہیں اور جہاں جہاں ٹیلی ویژن کے ذریعہ خطبوں سے رابطے ہوئے ہیں وہاں کی جماعتیں لکھ رہی ہیں کہ حقیقت میں ہمارے پاس کوئی الفاظ نہیں ہیں کہ آپ کو بتلا سکیں کہ ہم نے کیسی نئی زندگی پائی ہے دلوں میں نئے ولولے جنم لینے لگے ہیں اور جماعت اپنے مقصد کو سامنے رکھ کر بڑی قوت کے ساتھ آگے بڑھنے لگی ہے تو یہ اللہ کے احسانات ہیں جو اس نے ہم پر فرمائے۔ لیکن ہندوستان میں لمبے عرصہ سے جو کمزوریاں پیدا ہو گئیں وہاں بہت زیادہ خرچ کی ضرورت تھی جو کیا جا رہا ہے۔

قادیان کو سنوارنے میں اس کے وقار کو از سر نو بحال کرنے میں بہت بڑے اخراجات کی ضرورت تھی جو کچھ ہو چکا ہے اور کچھ آئندہ انشاء اللہ ہو گا۔ اسی طرح باقی جگہ بھی جماعتوں کو تقویت دینے کے لئے ضرورت تھی افریقہ میں بہت بڑے بڑے منصوبے جاری ہیں اور خدا کے فضل سے بہت سے ایسے ممالک ہیں جو اس مقام پر پہنچ چکے ہیں جس کے بعد ایک یا دو قدموں میں پھر آگے کلیۃً وہ ملک احمدیت کی جھولی میں گرنے والے ہیں تو ایسے عظیم الشان مواقع سے استفادہ کے لئے جتنی دولت کی ضرورت ہے وہ تو ہمارے پاس نہیں لیکن اخلاص سے دیا ہوا چندہ اتنی برکت رکھتا ہے کہ جماعت ان راہوں میں جو کچھ بھی خرچ کرتی ہے وہ سینکڑوں گنا، ہزاروں گنا اثر دکھاتا ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ایک انعام ہے، یہ بھی ان جزاؤں میں سے ایک جزا ہے جو قرضۂ حسنہ کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ اس کا نام سود نہیں ہے بلکہ قرضہ حسنہ رکھا ہوا ہے۔ سود تو معین رقم

دینے کا نام ہے اس سے میں ضمناً آپ کو یہ بھی بتاؤں کہ آنحضرت ﷺ نے انسانی تعلقات میں بھی قرضہ حسنہ میں اللہ کے رنگ اختیار کرنے کی تلقین فرمائی کہ جب تم اپنے بھائی سے کچھ لیتے ہو تو کوشش کرو کہ جب واپس کرو تو کچھ بڑھا کر دو اور اس مصیبت میں نہ ڈالو کہ وہ تقاضے کر رہا ہے، پیچھے پڑا ہوا ہے بار بار کے پھیرے لگا رہا ہے اور تم وقت کو بھی آگے آگے ٹالتے جاتے ہو اور خود بھی اس سے دور بھاگتے جاتے ہو وقت پر دیا کرو، وعدوں کو پورا کرو ساتھ ہی جتنا لیا ہے اس سے زیادہ دینے کی کوشش کرو۔ میں سمجھتا ہوں کہ اموال میں برکت کے لئے یہ بہترین نسخہ ہے خدا کی خاطر انسان مالی قربانی کرے اور اس کے بندوں سے یہ سلوک کرے کہ جب ان سے لے، ان کو بڑھا کر واپس کرنے کی کوشش کرے اگر کوئی یہ نسخہ استعمال کرے تو وہ دنیا میں غریب رہ ہی نہیں سکتا اس کے اموال میں غیر معمولی برکت ہوگی۔ بہر حال اب میں چندوں کے متعلق مختصر یہ بتاتا ہوں کہ جو تحریک کی گئی تھی وہ پانچ کروڑ کی تھی شروع میں تین سال کی مدت مقرر تھی اس کے بعد بعض جماعتوں کے اصرار پر اسے بڑھا کر پانچ سال پر ممتد کر دیا گیا پانچ کروڑ کی تحریک کے جواب میں جو کل وعدے موصول ہوئے اگر پاکستانی روپوؤں میں تمام دنیا کی کرنسی کو منتقل کیا جائے تو 6 کروڑ 35 لاکھ 95 ہزار 8 سو یعنی تقریباً 6؍کروڑ 36 لاکھ کے وعدے تھے پاؤنڈوں میں یہ 15؍لاکھ 89 ہزار 8 سو 95 کے وعدے بنتے ہیں تین سال اس میں سے گزر چکے ہیں چوتھا سال شروع ہو چکا ہے۔ ابھی تک وصولی میں کمزوری ہے چنانچہ کل وصولی 6 کروڑ 35 لاکھ یا 36 لاکھ کے مقابل پر 3 کروڑ کے لگ بھگ ہوئی ہے (یعنی 3 کروڑ ایک لاکھ) اور پاؤنڈوں میں 15 لاکھ 89 ہزار کے مقابل پر 7 لاکھ 54 ہزار کی وصولی ہوئی ہے گویا نصف سے کچھ زائد ابھی ادائیگی باقی ہے۔

اس ضمن میں یہ عرض کر دوں کہ بعض احمدی مخلصین کا یہ طریق تھا اور ابھی بھی ہے کہ جماعت کو دینے کے علاوہ وہ اپنے وعدے براہ راست مجھے بھیجا کرتے تھے اس سے ایک قسم کا ذاتی روحانی تعلق بھی ان کے ساتھ قائم رہتا ہے اور نظر بھی رہتی ہے کہ کون کس توفیق کا آدمی ہے اور اپنی توفیق کی نسبت سے کتنا خرچ کر رہا ہے۔ اس سلسلہ میں مجھے یاد ہے کہ چوہدری شاہ نواز صاحب مرحوم مغفور تحریک سنتے ہی بلا استثناء ہمیشہ فوراً رقعہ بھیج کر اپنا وعدہ لکھوایا کرتے تھے اور جو وعدہ میں اپنا لکھواتا تھا ہمیشہ اس سے کافی بڑھا کر وعدہ لکھواتے تھے، اس لئے ان کی زندگی میں خصوصیت سے

میں اپنے وعدے بیان کرتا تھا تا کہ وہ اوران کے ہم مزاج لوگ یہ نظر رکھ کر کہ اس کا اتنا وعدہ ہے اس سے دگنا تگنا کرنے کی کوشش کریں۔

اس کے علاوہ ان کے خاندان کے افراد اپنا وعدہ الگ بھجوایا کرتے تھے اور یہ بات ان کے چندہ دینے میں ہرگز مانع نہیں ہوا کرتی تھی کہ ہمارے ابا نے یا نانا دادا نے اتنی بڑی رقم ادا کردی ہے تو ہم سب شامل ہیں۔ان کے وصال کے بعد پھر ان کے خاندان کی طرف سے ذاتی اطلاعیں آنی بند ہو گئیں جس کی وجہ سے پیچھے مجھے کچھ پریشانی ہوئی۔ میں نے کہا پتا تو کروں کہ کیا ہورہا ہے اور جب پتا کیا تو یہ تسلی ہوئی کہ الحمد للہ۔ چوہدری صاحب مرحوم کے خاندان نے مثلاً افریقہ انڈیا فنڈ میں 26 ہزار 12 پاؤنڈ کا وعدہ پیش کیا جبکہ میرا 15 ہزار کا تھا۔تو اس حد تک تو یہ بات تسلی بخش ہے کہ مجھ سے کافی بڑھ کر یہ رقم پیش کی گئی لیکن وہ بات نہیں رہی کہ چوہدری صاحب اپنا الگ دیں اور باقی پھر بعد میں اسی طرح اپنی اپنی جگہ کوشش کریں اسی لئے میں نے شروع میں تمہید میں ذکر کیا تھا کہ جو نیکیاں کوئی شخص اپنی زندگی میں کرتا ہے ان نیکیوں کو اس کے نام پر جاری رکھنا ایک بڑی سعادت ہے اور حضرت **مصلح موعودؓ کی اولاد بھی اللہ کے فضل سے اس سعادت کو نہیں بھولی اور ایک بھی حضرت مصلح موعودؓ کا ایسا چندہ نہیں جو آپ نے اپنی زندگی میں دیا ہو اور بعد میں اولاد نے مل جل کر اور الگ الگ اسے بڑھا کر پیش نہ کیا ہو جو چندے بعد میں آئے ہیں وہ بعد کی باتیں ہیں لیکن زندگی میں جو چندے جاری ہو گئے تھے ان کے متعلق میں یہ کہہ رہا ہوں کہ انسان کو ضرور یہ کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے بزرگ آباؤ اجداد اپنے محسنوں کے نام اپنی محبت کا تحفہ بھیجنے کا جو طریق خدا نے ان کو مہیا فرمایا ہے اس سے وہ فائدہ اُٹھائیں جب یہ روحانی بینکنگ سسٹم جاری ہے۔**

تو ایک جگہ آپ جو رقم جمع کرائیں گے وہ دوسری جگہ لازماً پہنچے گی اگر وہ طریق منظور شدہ اور مسلّم ہو اور جب اس طریق کو حضرت محمد ﷺ کی تصدیق حاصل ہوگئی ہے تو پھر آپ کو کیا جھجک ہے اس دنیا میں جمع کروائیں تو اس دنیا میں لازماً ان کو خوشخبریاں ملیں گی اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ بعض دفعہ ان کے ردعمل کو تصویری زبان میں خوابوں میں دکھا بھی دیتا ہے۔ ماریشس کے ہمارے ایک احمدی دوست ہیں کل ہی ان کا ایک خط ملا کہ میں نے ایک رقم اپنے بزرگ والدین کی طرف سے ایک خاص مقصد کے لئے جماعت کے لئے پیش کی، کافی بڑی رقم تھی۔ کہتے ہیں کہ اسی رات میرے والد

جو میرے بچپن میں فوت ہو گئے تھے اور کبھی آج تک مجھے خواب میں نظر نہیں آئے۔ خواب میں آ کر ملے اور اس محبت سے ملے کہ میرا دل باغ باغ ہو گیا اور صبح اُٹھ کر مجھے سمجھ آئی کہ خدا تعالیٰ نے مجھے پہلی جزا یہ دی ہے کہ بتایا ہے کہ **جن کے نام پر تم نے نیکی کی ہے ان کو اطلاع مل گئی ہے اور اس نیکی کے نتیجہ میں ان کی روح تسکین پا رہی ہے تو اپنے بزرگوں کے ساتھ یہ سلوک کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اموال اور جان اور مال میں بہت برکت دے گا۔**

فہرستوں میں اول دوئم سوئم کے اعتبار سے خدا تعالیٰ کے فضل سے پاکستان سرفہرست ہے پاؤنڈوں میں اگر پاکستانی قربانی کو شمار کیا جائے تو 3 لاکھ 4 ہزار 822 پاؤنڈ بنتی ہے اور وصولی کے لحاظ سے بھی اللہ کے فضل سے پاکستان صف اوّل میں ہے پہلا نمبر ہے وعدوں کے لحاظ سے کینیڈا کا دوسرا نمبر ہے اور وصولی لحاظ سے کینیڈا پانچویں نمبر پر چلا گیا ہے اور امریکہ وعدوں کے لحاظ سے تیسرے نمبر پر ہے اور لیکن وصولی کے لحاظ سے دوسرے نمبر آ گیا ہے اب میں آپ کو جلدی سے چند جماعتوں کے نام پڑھ کر سنا دیتا ہوں تا کہ باقی جماعتوں میں بھی پھر مسابقت کی روح پیدا ہو۔ نیک نمونے دیکھ کر دلوں میں شوق پیدا ہو کہ ہم بھی آگے بڑھیں۔

وعدوں میں پاکستان نمبر ایک ہے کینیڈا دو[2]، امریکہ تین[3]، جرمنی چار[4]، برطانیہ پانچ[5]، ماریشس[6]، جاپان سات[7]، ناروے آٹھ[8]، سوئٹزرلینڈ نو[9]، انڈونیشیا دس[10] اور باقی ممالک بعد میں۔

وصولی کے اعتبار سے پاکستان سب سے پہلے، پھر امریکہ ہے، پھر برطانیہ ہے، پھر جرمنی کی باری ہے، پھر کینیڈا، پھر ماریشس، پھر ناروے، پھر جاپان، پھر سوئٹزرلینڈ، پھر انڈونیشیا۔ اس ضمن میں صرف یہ کہوں گا کہ جو وعدے ہیں وہ تو وصول کرنے ہیں انشاء اللہ لیکن بہت بڑی ایسی تعداد ہوگی جو اس وقت میرا خطبہ دنیا میں براہ راست سن رہی ہے اور ان میں سے ایک بڑی تعداد ہے جس نے اس وعدہ میں حصہ ہی نہیں لیا تو ان سے میں گزارش کرتا ہوں کہ اس نیکی سے محروم نہ رہیں۔ چندے میں اصول یہ ہے کہ حسب توفیق جو ہے دیں اگر ایک آنے کی بھی توفیق ہے تو خدا کے ہاں وہی مقبول ہوگا۔ امراء کو بڑی بڑی رقمیں پیش کرنے کا موقعہ ملتا ہے تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ امراء درجوں میں آگے بڑھ گئے۔ پاکستان سے کسی نے ایک خط میں لکھا کہ ہم غریب چندے نہیں دے سکتے۔ آپ تحریکیں کرتے ہیں تو جو بڑے بڑے چندے دیتے ہیں وہ سر اونچا کر کے چلتے ہیں۔ میں نے ان

سے کہا کہ جو سر اونچا کر کے چلتے ہیں خدا کے حضور اُن کے سر کی کوئی قیمت نہیں رہی۔ چندہ دینے والے تو انکسار میں بڑھتے ہیں، خشوع میں بڑھتے ہیں، خضوع میں بڑھتے ہیں اور جتنا زیادہ دیتے ہیں سر اتنا جھکتا چلا جاتا ہے بجائے اس کے کہ بلند ہو اور وہ سر صرف خدا کے حضور ہی نہیں جھکتا بلکہ اپنے غریب بھائیوں کے حضور بھی جھکتا ہے۔ اپنی نیکی کی توفیق کے نتیجہ میں وہ اپنے ان بھائیوں پر نظر کرتے ہیں جن کو توفیق نہیں اور ان سے پہلے سے بڑھ کر حسن سلوک کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں صرف اعلیٰ دینی مقاصد کے لئے نہیں بلکہ دنیا کے کمزوروں اور مجبوروں کے لئے بھی خرچ کرتے ہیں۔ تو خدا کی راہ میں خرچ کرنا تو انکساری بڑھاتا ہے۔ تکبر تو نہیں بڑھاتا۔

ایک صاحب نے لکھا ہے کہ آپ یوں کریں کہ صومالیہ فنڈ، بوسنیا فنڈ، فلاں فنڈ، فلاں فنڈ، کی جو اتنی تحریکیں کرتے ہیں۔ کیوں نہ میں آپ کو ایک نظام بنا دوں کہ ایک چندہ ہو۔ بس ساری دنیا میں جھگڑا ہی ختم ہو۔ ان کو پتا نہیں کہ کوئی Taxation کا نظام ہے ہی نہیں۔ جہاں ٹیکسیشن کی روح آئی وہاں سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ یہ تو اور نظام ہے، زندہ ہے۔ خدا کی محبت کے نتیجہ میں زندہ ہے اگر محبت زندہ رہے تو اس میں ہر پہلو سے برکت ہی برکت پڑتی ہے اسی لئے میں نے کہا تھا کہ خلوص کی فکر کرو چندے بڑھانے ہیں تو وہ خلوص سے براہ راست تعلق رکھتے ہیں جہاں چندوں کی ادائیگی میں چہروں پر یبوسیت آنی شروع ہو جائے وہ چندے لینے کے لائق نہیں اور میرا انسپکٹروں سے ہمیشہ اس بات پر جھگڑا رہا ہے جو پیچھے پڑ کر وعدے بڑھا کر لے کر آتے ہیں چنانچہ میں نے وقف جدید میں تو ایک موقع پر انسپکٹر بھیجنے ہی بند کر دیئے تھے۔ موازنہ کر کے ان کو دکھایا کہ تم پیچھے پڑ کر جو وعدے لے کر آتے ہو اُن کا بھاری حصہ، ایک بھاری فیصد ادا ہی نہیں ہوتا اور جو خود بخود دل کی محبت سے وعدے پھوٹتے ہیں وہ نہ صرف پورے ادا ہوتے ہیں بلکہ پہلے سے بڑھ جاتے ہیں اور ایک دفعہ ادا کرنے کے بعد بعض دفعہ دوست لکھتے ہیں کہ ہم نے ادا تو اسی وقت کر دیا تھا مگر چین نہیں آیا اب خدا نے ایک اور رقم دی ہے اس میں سے بھی ہم ادا کر رہے ہیں۔ ''بوسنیا کی تحریک'' میں اس وقت تک جو Response یعنی اپیل کے جواب میں لبیک کہا گیا ہے وہ 78 ہزار 672 پاؤنڈ ہے مگر یہ بہت ہی کم ہے۔ اتنے دردناک حالات ہیں اور اتنی بڑی ضرورت ہے کہ جو جہاد کرنے والے ہیں ان کے لئے اُن کے پاس نہ بوٹ ہیں، نہ گرم کپڑے ہیں بہت ہی دردناک حالت میں وہ دین

کی خاطر یہ بڑا دردناک جہاد کر رہے ہیں تو جماعت احمدیہ کو انفرادی طور پر یا جماعتی طور پر جسمانی لحاظ سے جہاد میں شرکت کی توفیق نہیں ہے تو مالی لحاظ سے تو کر سکتی ہے۔ چنانچہ ہم بڑے وسیع پیمانے پر رابطے بڑھا رہے ہیں۔ بعض ملکوں میں پچاس پچاس ہزار بوسنین مہاجرین ہیں اور ان کی حالت یہ ہے کہ جب ان کو کہا جاتا ہے کہ اپنی ضرورت بتاؤ تو وہ بوسنیا کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ ہمارے بھائیوں پر خرچ کرو جو بڑی عظیم قربانیاں دے رہے ہیں۔ وہاں جب میں نے وفد بھجوانے شروع کئے یعنی جماعت کو توفیق ملی تو ایک رپورٹ آئی کہ اس میں کچھ جرمن نیک دل لوگ بھی شامل ہو گئے اور جماعت کے نمائندوں نے ٹرک لیا اور مال لے کر وہاں پہنچے تو کہتے ہیں کہ اتنے دردناک حالات تھے کہ وہ جرمن جو غیر مسلم تھے ان کی چیخیں نکل گئیں۔ سخت سردی میں معصوم بچوں نے جن کے پاس چھوٹے بوٹ تھے انہوں نے آگے سے بوٹ کاٹ کر تا کہ پاؤں کو آگے سے چھبنا اور پنجہ دبے نا، آدھا پاؤں باہر نکلا ہوا تھا اور کپڑے پورے نہیں تھے فاقوں کا شکار۔ کہتے ہیں کہ سب سے زیادہ یہ اثر ہمارے دل پر اس وقت ہوا جب ہم نے کہا کہ ہمیں اور بتاؤ کہ تمہیں کیا ضرورت ہے ہم پھر آئیں گے تو انہوں نے کہا کہ پھر ہماری طرف نہ آؤ ان مجاہدوں کی طرف جاؤ جو بڑے دردناک حالات میں نہتے لڑ رہے ہیں اور ان کی مدد کرو تو جماعت کو اس سلسلہ میں دل کھول کر آگے قدم بڑھانا چاہئے۔ خدا تعالیٰ جماعت کے اموال میں برکت پر برکت دیتا چلا جائے گا۔ یہ روپیہ کم نہیں ہوگا جتنا نکالیں گے اتنا بڑھے گا۔

مختصراً آپ کے سامنے ایک خط کا اقتباس پڑھ کر سناتا ہوں اور پھر یہ خطبہ ختم ہوگا۔

رانا فیض بخش صاحب نون لکھتے ہیں کہ گزشتہ سال میرا کل بجٹ اکیس سو روپے تھا۔ میں نے فیصلہ کر لیا کہ تمام ضرورتوں کو پسِ پشت ڈال کر کپاس کی پہلی چنائی پر سالم چندہ ادا کر دوں گا۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا، روپیہ ادا کر دیا۔ ہفتہ عشرہ کے بعد AG، آفس ملتان سے اطلاع ملی کہ آپ کی پنشن -/268 روپیہ ماہوار کے حساب سے بڑھا دی گئی اور 840 روپے کی بجائے اب آپ کو 1108 روپیہ ماہوار ملا کرے گی۔ اس کے علاوہ 3300 روپے سابقہ بقایا خزانے سے وصول کر لیں۔ کہتے ہیں یہ ایک مثال نہیں فرماتے ہیں۔ ساری زندگی میں نے تو یہی دیکھا ہے کہ خدا کی خاطر جب کچھ دیا ہے اور اسی وقت نقد اس کی ادائیگی ہوئی ہے۔ یہ بتانے کے لئے کہ آئندہ مرنے کے بعد

بھی اعتبار رکھنا۔ یہ نہ سمجھنا کہ وعدے ہیں۔ وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ مرنے کے بعد کی جزا وعدۂ فردا ہے ان کے لئے اس میں ایک پیغام ہے کہ وہ خدا جو اس دنیا میں تمہیں بڑھا چڑھا کر دے رہا ہے۔ وہی اس دنیا میں بھی ہے اُس دنیا میں بھی تمہیں اتنا دے گا کہ تم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ پس جماعت اپنے چندوں میں ہرگز خفت محسوس نہ کرے۔ کیونکہ وقت ختم ہو گیا ہے۔ اس لئے اب میں بات کو آگے نہیں بڑھا سکتا۔ اس کا کچھ باقی حصہ جو ضروری بیان کرنے سے رہ گیا ہے وہ انشاء اللہ آئندہ خطبہ میں بیان کروں گا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ